بغیر دستار ٹوپی بھی سنت رسول ﷺ ہے

از قلم: علامہ محمد حسیب احمد
(ہیڈ ریسرچ اسکالر: سیرت ریسرچ سینٹر، ڈیفینس، کراچی، پاکستان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم عمومی اَحوال میں سر مبارک ڈاھاپنے کے لیے ٹوپی مع دستار اور بغیر دستار دونوں طرح استعمال فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ سر پر عمامہ یا ٹوپی پہننا سننِ زوائد میں سے ہے جس کا درجہ مستحب کا ہے نیز سر کا ڈھانپنا لباس کا حصہ ہے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صلحائے امت کا بھی یہی معمول تھا لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ دونوں کا درجہ مساوی ہے البتہ نماز میں ثواب کی زیادتی ہے۔ کبھی کبھار ننگے سر ہو جانا گناہ نہیں ہے البتہ مستقل طور پر ننگے سر رہنا شرعاً ناپسندیدہ اور خلافِ ادب ہے اور ننگے سر رہنے کو معمول و فیشن بنالینا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے اور اس کو ٹوپی یا دستار دونوں میں سے جس کے ساتھ چاہے ڈھانپ سکتے ہیں کیونکہ دونوں کی حیثیت سنن زوائد کی ہے۔

اس تحریر کا سبب

اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ عوام نے اشیاء استحبابیہ کو افعال لازمہ سمجھ رکھا ہے مثلاً سلام بعد از جمعہ یا درود قبل از اذان وغیرہ اور بالخصوص ٹوپی مع دستار کیونکہ عملاً تو یہی دیکھا گیا ہے کہ یہ نام نہاد مولانے جن کے نزدیک کسی شیخ کے مصلے پر نماز پڑھنا بھی بے ادبی تصور کیا جاتا ہے جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم تو بطور تبرک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم کو مصلے اسی لیے دیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم اس پر نماز ادا فرمائیں تو بعد میں ہم بھی اسی پر نماز پڑھیں لیکن یہ مولانے اپنی کم علمی کے باعث اس کو بھی بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ یہی مولانے ٹوپی پہننے والوں سے کہتے ہیں کہ نماز کے علاوہ بھی با دستار رہو جبکہ احادیث میں نماز کا ذکر ہے اور جن میں مطلقا ہے وہ بھی نماز ہی پر محمول ہیں لہذا ان جیسے مولانوں کے خیالات فاسدہ سے پردہ ہٹانے کے لیے اس تحریر کو لکھا گیا ہے تاکہ یہ نام نہاد مولانے دینی مسائل کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنی کم علمی کی بنا پر پیدا ہونے والی ہٹ دھرمی کے تعصب وعناد سے بچ کر قرب الہی حاصل کریں۔

ٹوپی و دستار دونوں ہی مساوی سنتیں ہیں

ابن قیم الجوزی نے زاد المعاد میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم کے لباس کی فصل میں بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم ٹوپی مع دستار اور بغیر دستار دونوں طرح سے پہنتے تھے (130 / 1) اسی وجہ سے علمائے امت نے اس کو سنن زوائد میں رکھا ہے جو مستحب ہیں اور جن کو ترک کرنے سے ملامت لازم نہیں ہے جیسا کہ علامہ شامی نے فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کہ سنتوں کی دو قسمیں ہیں پہلی سنن ہدی جس کا ترک برائی و ناپسندیدگی کو واجب کرتا ہے جیسا کہ جماعت و آذان واقامت یا اس جیسی دیگر سنتیں ترک کرنا اور دوسری قسم سنن زوائد کی ہے جس کا ترک برائی و ناپسندیدگی کو لازم نہیں کرتا یعنی جن کو ترک کرنے میں میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم کے لباس اوراٹھنے بیٹھنے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم کی اتباع کرنا۔ (218 / 1) یہی وجہ ہے کہ نماز کے احکامات میں سر ڈھانپنے کو فقہاء نے مستحب لکھا ہے جس میں ٹوپی مع دستار یا بغیر دستار دونوں کی حیثیت برابر کی سی ہے البتہ مع دستار ثواب زیادہ ہے لیکن نہ پہننے والوں کو معیوب نہیں سمجھا جاسکتا اور علمائے امت میں دونوں کا رواج عام ہے اور دونوں کی حیثیت سنن زوائد ہونے ک وجہ سے یکساں ہے۔

کم علموں کی فی زمانہ حالت

جس زمانہ میں ہم ہیں اس زمانہ میں فرائض وواجبات کو ترک کر کے نوافل ومستحبات پر زور دیا جاتا ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اور ایسے ہی زمانہ کے حوالہ سے علامہ شامی اور دیگر فقہاء نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مستحب کو واجب کا درجہ دے دیا جائے اس زمانہ میں علماء اس فعل کو اس مقام کے لحاظ سے ہی سر انجام دیں تا کہ عوام الناس پہ واضح ہوسکے کہ یہ فعل واجب نہیں ہے مثلا دستار یا اس جیسی دیگر سنن زوائد کیونکہ دستار کی تاکید بحالت نماز ہے اس کے علاوہ نہیں جبکہ فی زمانہ دستار کو وجوب کا درجہ یوں دیا گیا ہے جو میرا باکثرت مشاہدہ بھی ہے کہ ٹوپی پہننے والے عالم کو نماز کے علاوہ بھی دستار پہنے کی تاکید کی جاتی ہے اور نا پہننے پر اسے معیوب جانا جاتا ہے اور یہ چلن عام ہے حالانکہ ٹوپی بھی اسی درجہ کی سنت ہی ہے جس کی پابندی ہر خاص وعام کرتا ہے اور اس کی پابندی کے بعد شرعا کسی چیز کا مطالبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

انتہائی قابل توجہ بات

قابل توجہ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ کیا ٹوپی نماز کے علاوہ شعار نہیں ہے ؟ کہ ٹوپی پہننے والے علماء و مسلمانوں کو بعض حضرات بنا نماز دستار کی تاکید کرتے ہیں ؟ بعض محدثین نے اگرچہ دستار کو سنت مستمرہ کہا ہے لیکن اسکا

مطلب موکدہ نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سنن ہدی میں شمار کی جاتی جبکہ دستار کو سنن زوائد میں شامل کیا گیا ہے لہذا اس میں اور ٹوپی میں فرق کرنے والوں کو کسی فقیہ کا مستند قول درکار ہے کہ عمامہ سنت موکدہ ہے جو ہنوز ندارد چنانچہ جو قول اصولیین کی تائد لازمہ سے تہی دامن ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہو تو وہ کیونکر قبول کیا جائے الا یہ کہ کوئی علم دوست مستند قول کا درکار حوالہ مہیا کر دے لیکن اس بات کے اہتمام کے ساتھ کہ وہ فقیہ کا قول ہو محدث کا نہ ہو کیونکہ اصولیین کے نزدیک محدث کا قول فقیہ کے مقابلہ ناقابل اعتبار ہوتا ہے۔ اصول تو یہی ہے کہ کسی فعل کو ترک کرنے پر معیوبی کا اظہار سنت موکدہ میں ہونا چاہیے کیونکہ ایسی کیفیت سنت موکدہ کی ہوتی ہے لیکن سنن زوائد میں ایسا نہیں ہے پھر یہ بات بھی انتہائی قابل غور ہے کہ سنت مستمرہ فقہاء کے نزدیک سنت موکدہ نہیں ہوتی لہذا جنہوں نے کہا ہے کہ دستار سنت مستمرہ ہے تو اس کا مطلب فقط یہ ہے کہ اس کا کبھی کبھی استحبابی درجہ تک اہتمام کر لینا چاہیے نہ کہ یہ سنت موکدہ ہے اور ٹوپی کے ساتھ لازمی جزو ہے لہذا سنن زوائد کو ہدی میں شامل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

ٹوپی بھی دستار کی طرح سنت ہے

یہ بات بھی یاد رہے کہ ٹوپی بھی دستار کی طرح سنت ہی ہے جس سے مقصود سر ڈھانپنا ہے نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دستار عرب کے تہذیبی لباس کا اہم ترین حصہ بھی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم نے بھی اس کا اسی طرح اہتمام فرمایا ہے جس وجہ سے فقہاء نے اس کو سنن زوائد میں تعبیر کیا ہے جیسا کہ تہد مبارکہ کو سنن زوائد میں رکھا گیا ہے۔ اب جب ان مولانوں نے دستار کی بحالت نماز کی تاکید کو عمومی حالت میں بھی برقرار رکھنے کا بیڑا اٹھایا ہے تو انہیں تہد مبارکہ کی بھی اسی طرح پابندی کرنی چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے اور در اصل یہی دوہرا معیار ان مولانوں کی اسلامی تعلیمات سے ناآشنائی کا منہ بولتا ثبوت ہے ورنہ فقہاء نے دونوں اشیاء کو سنن زوائد میں ہی شامل کیا ہے کیونکہ وہ نام نہاد مولانے نہیں تھے بلکہ طریقت کے بحر ذخار کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ کے بھی اسی طرح بحر بے کراں تھے۔

ایک اصول اور فروعی مسئلہ

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ دستار کی نماز میں تاکید بھی اس درجہ کی نہیں ہے جس درجہ کی ان مولانوں نے بنا رکھی ہے کیونکہ فقہاء نے نماز کے احکامات مفصل طور پر لکھے ہیں اور ان میں ایک اصول یہ بھی بیان کیا ہے کہ سر کا ننگا ہونا مکروہ تنزیہی ہے جس کا مطلب ہے کہ سر کا ڈھانپا جانا مستحب ہے اور اس میں انہوں نے دستار اور ٹوپی کی قید بیان نہیں کی

جس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ٹوپی بلا دستار یا مع دستار یہ دونوں بحالت نماز برابر ہیں اور دونوں ہی سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم ہیں اگرچہ کہ ثواب دستار کا زیادہ ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی ذہن نشین رہے کہ فقہاء نے نماز کے احکامات میں ایک فروعی مسئلہ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو بنا ٹوپی کے نماز میں خشوع وخضوع میسر آتا ہو تو اس کے لیے ایسے ہی نماز ادا کرنا صحیح ہے (نور الایضاح)۔ اس مسئلہ سے یہی واضح ہوا کہ اصل مقصود تو سر کا ڈھانپنا ہے خواہ ٹوپی مع دستار سے ہو یا بغیر دستار ہو لیکن اصل الاصول اخلاص ہے۔ اس بحث کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ جو عام مسلمان دینی علوم سے ناآشنا ہوتے ہیں وہ ان خاص مسلمانوں کو جو دینی علوم سے بہرور ہوتے ہیں انہیں سنن الزوائد میں تنبیہ کرتے ہیں جو کلی طور سے غیر حکیمانہ طرز ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے دوری کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے القدس کے یہودیوں اور عیسائیوں پر واضح کیا تھا کہ ٹوپی مسلمانوں کا شعار ہے اور اس معاہدہ میں دستار کا ذکر نہیں فرمایا جبکہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ یہاں کے غیر عالم مولانوں نے تو اس کو یوں وجوب کا درجہ دے دیا ہے کہ ٹوپی پہننے والوں کو بمقابلہ دستار والوں کے کم درجہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس طرز کا تو وجوب ہوتا ہے نیز فی الواقع یہ حالت نماز کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ بھی دونوں میں مساوی حیثیت کے ساتھ لہذا معاہدہ میں دستار کے بجائے ٹوپی کا ذکر ان کے اس ناقص خیال کی کلیتہ نفی کر رہا ہے۔ اب اس نکتہ کو نہ سمجھنے والے مولاناوں سے کیا گلا کیا جاسکتا ہے جو علوم اسلامیہ سے بے بہرہ ہیں اور علماء پر جری ہیں۔ خداوند متعال انہیں سمجھ دے تاکہ انہیں یہ سمجھ آجائے کہ ٹوپی مع دستار یا بغیر دستار دونوں ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم ہیں اور سنن زوائد میں سے ہیں لہذا انہیں سنن ہدی میں شامل کرنا حماقت اور دینی علوم وایمانی مزاج سے بے خبری کی علامت ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں دینی علوم سے آشنائی کے ساتھ ساتھ عالموں کی قدر کی توفیق بھی دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین اب ام الحسنین الکریمین صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم۔